Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
ششماہی تحقیقی مجلہ
الایضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.pk
VOL: 40 ISSUE:2
July - Dec 2022

قرآنی عائلی احکامات اور جدید نسائی فکر کا تنقیدی جائزہ

A Critical Review of Quranic family laws and Modern Feminist Thought

Issue: *http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/37*

URL: *http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/826*

Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.040.02.0826*

Author(s): Hafiz Zakirullah
Lecturer & PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore Email:
Hafizzakirullah123@gmail.com

Abdul Rouf zahid
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Email:
abdulroufzahid@gmail.com

Citation: *Hafiz Zakirullah and Abdul Rauf Zahid 2022. A Critical Review of Quranic family laws and Modern Feminist Thought. Al-Idah . 40, - 2 (Dec. 2022), 277 - 295.*

Received on: 21 – Nov- 2022
Accepted on: 04 – Dec - 2022
Published on: 15 – Dec - 2022

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 40 Issue: 2 / July - Dec 2022/ P. 277 - 295.*

CC BY
ASIAN Research Index
Islamic Research Index HEC Approved Research and Indexing Agency
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract:
This article aims to offer a review the womanhood in Bible contrary to the contemporary feministic views. The Muslim woman today is challenged by these so-called modern feminist views as is revealed by several works by female works like The Qur'an & Woman by Amina Wadud, Standing Alone in Mecca by Asra Nomani, Woman & Islam by Fatima Maransi, Faith & Freedom by M. Afkhami and Women's Mute Voice Translator by Bothania Shabaan pronounce this conflict of approach in a vivid way. The names of Asma Barlas, Rifat Hassan, Laila Ahmed may also be included in the list.
Key word:
feminist, equality, modern, enlightenment, interpreter.

تعارف:

قرآن مجید کلام ربانی ہے لہذا وہ میزان اور فرقان کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ یہ ضروری ہے کہ ہر فکر و عمل کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھا جائے اور اس کی حکومت اور برتری تمام انسانی تصورات و نظریات پر قائم و دائم رہے۔ عصر حاضر میں قرآن مجید کے احکامات کی تشریحات و تعبیرات میں نئے افکار و نظریات اور جدید نقطہ نظر کا عمل دخل روز بروز بڑھ رہا ہے، قرآنی مسلمہ اصولوں اور روایات سے منسلک مسائل میں بھی اجتہادات اور نئی تشریحات کا اضافہ ضروری تصور کیا جانے لگا ہے۔ اس کی سب سے بری نظیر حقوق نسوانیت کے علمبردار حضرات کا قرآنی احکامات سے متعلق جدید نقطہ نظر کا پیش کرنا ہے۔ چنانچہ جدید افکار سے متاثرہ افراد نے اس سلسلے میں قرآن کریم کی متداول تفاسیر کو نظرانداز کر کے قرآنی آیات کی اس انداز میں نئی تفسیریں کی ہیں جس سے مساوات مرد و زن کے مغربی نعرے اور تحریک نسواں کے اہداف پورے ہو سکیں۔

دوسری طرف اس سے بھی مجال انکار نہیں کہ بعض علماء اسلام کی تفاسیر اور تشریحات میں عورت کے بارے میں روایت پسندانہ نقطہ نگاہ بکثرت پایا جاتا ہے، جبکہ وحی الٰہی نسل انسانی کی ہر دو اصناف کے لیے انتہائی متوازن اور مبنی بر انصاف نقطہ نظر پیش کرتی ہے۔ مساوات مرد و زن یا حقوق نسواں کا مسئلہ صرف صنفین میں تنازع کا باعث نہیں بلکہ عالمگیر سیاست کا حساس مسئلہ بھی ہے، مشرق و مغرب میں جو تہذیبی کشمکش چند دہائیوں سے بڑی شدت سے جاری ہے اور آئندہ بھی جس میں کمی کے بظاہر امکانات نظر نہیں آتے، اس میں خواتین کا موضوع سر فہرست ہے۔ مغرب میں نسوانی حقوق کے فلسفے اور تحریک نے جس تیزی سے کامیابی کی منازل طے کی ہیں، اور ان کے تہذیبی ڈھانچے کی نئی بنیادوں پر تعمیر کی ہے۔ مشرقی تہذیب و تمدن میں عورت کی معاشرتی

حیثیت کی تجرید اور ان سے وابستہ نئے سوالوں کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے اور انتہائی ضروری ہے کہ اس جدید استدلال کو قرآن کریم کی الہامی آیات کی روشنی میں پرکھ کر مسلم معاشروں کو فکر و عمل کی مضبوط بنیاد فراہم کی جائیں۔

شاہ جنید ہاشمی اپنے ایک ریسرچ پیپر میں لکھتے ہیں:

جدید نسائی افکار سے وابستہ جدید مسلم خواتین کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات اور روایات سے انحراف نہیں چاہتی اور وہ معاشرتی تبدیلیوں کا شکار بھی ہیں اور اکیسویں صدی کے دعوؤں کو بھی علمی بنیادوں پر پورا کرنے کی آرزو رکھتی ہیں۔ تاہم انہیں مروجہ مذہبی تصورات سے بھی اتفاق نہیں اور یہ سوال واقعی اہمیت کا حامل ہے وہ مغرب کی طرف سے ہونے والے تہذیبی حملوں کا شکار ہونے کے باوجود اپنے سوال کا جواب اپنی دینی روایت کے اندر رہ کر تلاش کر رہی ہیں۔"[1]

جدید نسوانی افکار کے موضوع کے تحت مسلم معاشرت کثرت سے دُنیا کی تحقیق کا موضوع بنی رہی ہے یہ بات عام ہوتی جا رہی ہے کہ حقوق انسانی سے محرومی کی جو شدت مسلمان عورت میں ہے وہ دُنیا کی دوسری عورتوں میں نہیں پائی جاتی اور یہ صورت حال تمام مسلمان ممالک میں یکساں پائی جا رہی ہے۔ اس لیے سوال بار بار سطح ذہن پر ابھرتا رہا کہ کیا واقعی مسلمان عورت کی تنزلی کی وجہ مذہبی افکار ہیں یا اس کی وجہ مسلم ممالک کی تنزلی اور مغربی محققین کا اسلامی تعلیمات کے خلاف تعصب ہے۔ عصری تنقید نے اسلامی ذہن میں کئی نئے سوالات کو جنم دیا ہے مثلاً مروّجہ مذہبی افکار ملت اسلامیہ کی ترقی میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں نیز یہ افکار اسلام کی صحیح تعلیم سے کس حد ہم آہنگ اور مربوط ہیں؟ کیا امت مسلمہ کی موجودہ ابتری کی ذمہ داری میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہیں، یا کچھ فرائض نسواں ایسے بھی ہیں جن کی کماحقہ بجا آوری نہ ہو سکنے پر امت آج اس اجتماعی بحران سے گزر رہی ہے۔ نسوانی کمزوری، انسانی تخلیقی فرائض، شوہر کی اطاعت، اولاد اور بزرگوں کی خدمت، حجاب اور دیگر اسلامی احکامات کی پیروی کے بعد عورت پر مزید کیا فرائض عائد ہوتے ہیں، عورت کا گھر اولین ترجیح رہنی چاہیے یا معاشی ذمہ داریوں میں مرد کے ساتھ ساتھ کندھا دینا اس کی قومی ذمہ داری ہے، یا مذہبی فرائض مثلاً امامت نماز، امامت جمعہ، اجتماع میں تبلیغی فرائض سے بھی عہدہ برآہ ہونا ضروری ہے۔

عائلی زندگی کا مفہوم:

گھریلو خاندانی اور زوجین کی باہمی زندگی گزارنے کا نام عائلی زندگی ہے۔ خاندان ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جو دو سے زائد افراد پر مشتمل ہوتا ہے جس کا بنیادی مقصد بچے پیدا کرنا اور انکی اس طرح پرورش کرنا ہے تاکہ وہ معاشرے کا کارآمد رکن بن سکیں۔ گویا ان احکام میں سے اہم حصہ الأحوال الشخصیہ یا عائلی احکام ہیں۔ اُحکام الزواج والطلاق یعنی نکاح وطلاق و نان و نفقہ وغیرہ۔ اُحوال شخصیہ یعنی شخصی اور عائلی قانون(Personal law; Family Law)عائلی قوانین واحکام میں نکاح وطلاق سے لے کر حقوق اولاد حقوق اقارب افراد خاندان اور صلۂ رحمی وغیرہ سب شامل ہیں۔ سماجی نظام کی تمام تر بنیاد یہی پرسنل لاء اور فیملی لاء ہوتے ہیں۔ فرد کی

تعلیم و تربیت داشت و پرداخت، افرادِ خاندان کے تعلق کی نوعیت، گھر کا اندرونی نظم و ضبط، خاندان کی تشکیل و تربیت یعنی ایک چھوٹی سی دنیا کی داغ بیل انہی قوانین سے پڑتی ہے۔ جو آگے چل کر ایک محلہ، ایک شہر، ایک قوم اور ایک ملک بن جاتی ہے۔

عائلی زندگی کا شرعی تصور:

قرآن مجید میں عائلی نظام سے متعلق مباحث نہایت شرح و بسط اور تفصیل کے ساتھ آئے ہیں اور شوہر و بیوی کے رشتے کے متعلق معاملات اور نکاح و طلاق کے احکام و مسائل کے بارے میں تفصیلی ہدایات بیان ہوئی ہیں. سورۃ البقرۃ میں کئی رکوع اسی بحث پر مشتمل ہیں. پھر سورۃ النساء' سورۃ المائدۃ' سورۃ الاحزاب' سورۃ المجادلۃ' سورۃ الطلاق اور سورۃ التحریم میں اس موضوع پر گفتگو آئی ہے۔ قرآن کریم نے بنی نوع انسان کو صحیح خطوط پر عائلی زندگی بسر کرنے، آدابِ زندگی، اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات و مسائل اور ان کے تدارک کے اصول و ضوابط بیان کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ افرادِ خانہ کے حقوق بھی بیان کرتا ہے اور تمام افراد خانہ کو ان کی ادائیگی کی تاکید بھی کرتا ہے۔ اِس ضمن میں چند ایک آیات حسب ذیل ہیں:

و انْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهِ و حَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا–انْ يُّرِيدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰہ بَيْنَهُمَا–اِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا(2)

عورت کو باعث تسکین قرار دیتے ہوئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

... اِلَيْهَا و جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً(3) "اُن سے تسکین پاؤ اور تمہارے آپس میں محبّت اور رحمت رکھی"۔

فرامین رسول ﷺ سے بھی زوجین کے باہمی وقار اور عزت و احترام اور دونوں کے حقوق کو اولین ترجیح دینے کے اصول ملتے ہیں۔ جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے عائلی زندگی کی اہمیت کے پیش نظر کسی بھی انسان کے بہترین ہونے کو عائلی زندگی سے منسلک فرمایا ہے:

"خيركم خيركم لأهله وأنا خيركم لأهلي" (4)

اقوامِ عالم کے لیے نظریات زندگی، اقدارِ حیات، معاملات کے طریقے، اخلاق کے اصول، ان کے قانونی نظام بہت اہم ہوتے ہیں۔ مذہبی اور فکری و اخلاقی تصورات و نظریات ہی کسی قوم کی تہذیب و تمدن کا سر چشمہ ہوتے ہیں۔ ان سب میں Personal Law کسی قوم کے لیے ریڑھ کی ہڈی حیثیت رکھتا ہے۔ ان عائلی قوانین سے قوموں کا براہ راست واسطہ اور دن رات کا سابقہ پڑتا ہے۔ عائلی قوانین میں ہی اقوام کے عزائم و نظریات، رسوم و شعائر اور عقائد و ایمان کی ج ھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

جدید نسائی افکار کی نمائندہ خواتین:

دنیا میں بڑھتی ہوئی گلوبلائزیشن کی لہر نے مسلمان عورتوں کے مذہبی اضطراب کو انگیز کیا ہے۔ عصر حاضر میں جدید نسائی افکار کی حامل مسلمان عورت کے حقوق نسواں کے اعتراضات جابجا لیکن منتشر ہیں۔ یہ منتشر تحریریں جدید مسلمان عورت کے نسائی افکار اور ذہنی انتشار کی غماض ہیں۔ ان میں جن تحریروں نے جدید نسوانی نقطہ نگاہ سے مذہب کی تعبیر نو کو موضوع بنایا ہے وہ اکثر مغربی ممالک کی اقلیتی معاشروں کی مسلمان خواتین ہیں جو تہذیبی تصادم کا بلاواسطہ شکار ہوئی ہیں، مثلاً امینہ ودود کی ''Qur'an & Woman'' اسریٰ نعمانی کی" Standing Alone in Mecca " فاطمہ مرنسی کی"Woman & Islam" اسماء برلاس، رفعت حسن، لیلیٰ احمد کی تصانیف شامل ہیں۔ اس موضوع پر بہت سی تحریریں وسط ایشیاء میں بھی لکھی گئی ہیں۔ جن میں M.Afkhami کی ''Faith & Freedom'' ، Bothania Shabaan کی '' The Muted Voices of Women Interpretor" شامل ہیں۔(5)

عصر حاضر میں جدید فکری ذہن رکھنے والی والی خواتین اسلامی تعلیمات کو جدیدیت سے ہم آہنگ کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ جن میں امینہ ودود، اسریٰ نعمانی، غزالہ انور، شرین خانکن، ارشاد مانجی، جیسی خواتین سر فہرست ہیں۔ امینہ ودود آج کے دور کی غالباً پہلی مسلم خاتون ہیں جو امریکہ میں مخلوط اجتماع کی نمازِ جمعہ میں امامت بھی کرا چکی ہیں، اس کے باوجود اپنی اس کتاب(Quran and Woman) میں وہ اس موضوع کو سرے سے زیر بحث ہی نہیں لاتیں حالانکہ عورت کی امامتِ کبریٰ پر ان کی تفصیلی گفتگو موجود ہے۔

ان تحریروں نے عورت کے حوالے سے اسلام کی تشریح پر غیر اطمینانی کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے جدید مسلمان عورت کی قیادت کا دعویٰ کیا ہے لیکن اس حل سے اسلامی فکر مطمئن نہیں، اس حل پر جو اسلامی فکر کو جو تحفظات ہیں وہ ان تحریروں میں مذکور نہیں نیز وہ جدید مسلمان عورت کے نفسیاتی، انفرادی مسئلے کے حل تک تو درست لیکن ملت اسلامیہ کی اجتماعیت ان کو اپنانے سے قاصر ہے۔ انہوں نے جدید مسلمان عورت کی دینی قیادت کو تقسیم کر دیا ہے۔

آمنہ ودود اور اسماء برلاس عصر حاضر کی ان چند جدید نسائی افکار کی حامل مصنفین میں سے ہیں جنہوں نے مرد و عورت کے درمیان مساوات کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے متعدد کام کیے ہیں اور بہت سے محاضرات و دروس میں انہوں نے جدید نسائی افکار و خیالات کی نشر و اشاعت میں دیگر نسوانی مصنفین کی طرح تفسیر قرآن کے

حوالے سے روایتی مسلم علماء کے طریقہ کار پر تنقید اور اسے مسترد کیا ہے، علاوہ ازیں اس بات کو انہوں نے اپنی کتابوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرد مفسرین قرآن کی آیات احکام یا مرد وزن میں تفریق کرنے والی آیات قرآنیہ کی غلط تشریح و تفسیر بیان کرتے ہیں، مزید برآں وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ قرآن کو ایک عورت کے نقطہ نظر سے دوبارہ پڑھا جائے۔ اس ضمن میں انہوں نے ایک کتاب ''women & Quran'' لکھی۔(6)

جدید نسائی افکار و اعتراضات کا جائزہ:

عصر حاضر میں جدید فکری ذہن رکھنے والی والی خواتین اسلامی تعلیمات کو جدیدیت سے ہم آہنگ کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ جن میں امینہ ودود، اسریٰ نعمانی، غزالہ انور، شرین خانکن، ارشاد مانجی، جیسی خواتین سر فہرست ہیں۔ جو مذہبی پیشوائیت، ظاہر پرستی، قرآن کریم کی نظریاتی و تخیلاتی تفسیر کرکے جدید نسائی افکار کی اشاعت میں ایک فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔ ذیل میں عصر حاضر کی جدید نسائی افکار کی حامل خواتین کا تذکرہ پیش کیا جائے گا۔

1. مذہبی پیشوائیت:

حقوق نسواں کے علمبرداروں کی ہمیشہ سے یہی جدوجہد رہی ہے کہ وہ مسلمان عورتوں کو قرآن مجید سے تعلق توڑنے پر مجبور کردیں تاکہ وہ قرآن سے دور رہیں، مسلمان عورتوں کو قرآن سمجھنے کی اجازت نہ دو اور نہ ہی انہیں قرآن پر عمل کرنے کی اجازت دو۔ انہیں جدیدیت کو اختیار کرنا، انہیں مغربی افکار کو تسلیم کرنا، انہیں مغربی معاشروں کے ساتھ جڑنا ہے۔ علاوہ ازیں جدید افکار کی متحمل خواتین مذہبی پیشوائیت حاصل کرنے کی تگ ودو میں مصروف عمل ہیں اور بہت سے ایسے اوامر و عوامل اس طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ کس طرح جدید نسائی افکار کی حامل خواتین اپنے نظریات کو پھیلا رہی ہیں، جن میں قرآن کریم کی بہت سے آیات کی غلط تشریحات بیان کرنا، امامت نماز شامل ہیں۔

ڈاکٹر امینہ ودود نے جہاں اسلامی تعلیمات پر نظرثانی کی دعویٰ کیا ہے وہاں پر اس نے نماز کی امامت اور خطبہ جمعہ اور نماز بھی انگریزی میں پڑھائی جبکہ اس کے پیچھے نا صرف عورتوں بلکہ مردوں نے بھی نماز پڑھی(7)

اسریٰ نعمانی نامی ایک بھارتی نژاد خاتون ہے، جس کے والدین ایک عرصہ سے امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔ اس نے بھی نیویاک میں امامت کرائی۔(8)

تفسیر قرآن کے بارے میں امینہ ودود کے افکار:

امینہ کے خیالات کا جائزہ لینے کے لئے ہم نے اس کی انگریزی کتاب 'قرآن اور عورت ایک خاتون کے نقطہ نظر سے از سر نو مطالعہ' کا سرسری جائزہ بھی لیا ہے۔اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

"اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قرآن کی تفاسیر خالصتاً مردوں کے قلم سے معرضِ وجود میں آتی رہی ہیں، یہی ان کے دوسری قوموں سے پیچھے رہ جانے کا سبب ہے۔ ؛امینہ ودود پہلی عورت ہے جنہوں نے قرآن کا نئے سرے سے مطالعہ کیا ہے اور قرآن سے اُٹھنے والی نسوانی آواز کو شکوک کے دھندلکوں سے آزاد کیا ہے۔ترقی پسند مسلمان عرصہ دراز سے یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن کی رائج تفاسیر اصل دین اسلام کو نہیں بلکہ ایک خاص نقطہ نظر کو قرآن کے مفہوم کے طور پر پیش کر رہی ہیں جن کی وجہ سے عورتوں کے حقوق غصب ہو رہے ہیں۔"(9)

امینہ ودود کا فلسفہ یہ ہے کہ قرآن کی کوئی بھی تفسیر حتمی نہیں ہے۔اس کا کہنا ہے کہ قرآن کے متن نے نہیں بلکہ اس کی تفاسیر نے عورت کے کردار کو محدود بنا کر رکھ دیا ہے اور یہ تفاسیر قرآن کے اصل متن سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہیں جبکہ یہ تمام تفاسیر مردوں کی لکھی گئی ہیں۔ ان میں غلط طور پر عورت کو ایک بے آواز مخلوق بنا دیا گیا ہے۔اس کی تفسیر نے جدید دور کی عورت کے لئے قرآن کو زیادہ بامعنی بنا دیا ہے۔قرآن کی تفسیر معاشرتی تبدیلیوں کو پیش نظر رکھ کر ہونی چاہئے۔اس کا دعویٰ ہے کہ اُس نے قرآن کے اصل مطالب تک رسائی کے لئے قرآن کے متن، عربی لغت اور گرامر کے اُصولوں اور قرآن کی عمومی ہدایت کو پیش نظر رکھا ہے۔

ڈاکٹر امینہ حدود کی سزاؤں کی مخالفت کرتی اور کہتی ہے کہ قرآن میں ہاتھ کاٹنے کی سزا یا بیوی کو مارنے کی اجازت درست نہیں ہے۔ وہ امریکی معاشرے کو ایک مثالی معاشرہ قرار دیتے ہوئے مسلمان عورت کو میدانِ عمل میں آنے کی دعوت دیتی ہے۔

"دورِ جدید کے تقاضوں نے عورت کو یہ مینڈیٹ دیا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کے لئے قدم بڑھائے، اپنی شناخت، ترقی اور انسانی بہبود کے لئے ان تمام اقدامات کے خلاف جدوجہد کرے جن کی وجہ سے اس کے کردار کو متعصب طریقے سے مسخ کیا گیا ہے۔

میری تحقیق قرآن میں صنفی امتیازات کے گرد گھومتی ہے۔ میرا مقصد جنس کی بنیاد پر غیر مساویانہ سلوک کا خاتمہ ہے۔ میری جدوجہد عورتوں کے خلاف تشدد آمیز رویوں، عورتوں کو دوسرے درجے کا انسان سمجھنے اور زدوکوب کے خلاف ہے۔(10)

2. ظاہر پرستی:

جدید نسائی افکار کی حامل خواتین کا امت مسلمہ کے علماء پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ علماء ظاہر پرست ہیں، اسلام کے حقیقی مفہوم اور مقاصد سے صرف نظر کر کے ظاہری اور لفظی مفہوم سے استدلال کرتے ہیں۔ جبکہ نسائی افکار کے حامل افراد و خواتین کا نقطہ نظریہ ہے کہ اگر ہم خواتین سے متعلق قرآن مجید کے نقطہ نظر کو پوری طرح صحیح معنوں میں سمجھ لیں تو عورتوں کے مقام میں اضافے کے لئے ایک تحریک انگیز قوت بن سکتا ہے۔اس سلسلے میں حیفا جواد لکھتی ہیں:

"قرآن کریم کے تمام مقامات اپنے نزول کے اعتبار سے وقت اور تاریخ کا خصوصی حوالے رکھتے ہیں اور بعض خصوصی اور کچھ عمومی حالات میں نازل ہوئے ہیں اس بناء پر جو منہج اختیار کیا گیا ہے وہ حالات کی رعایت کے لیے کیا گیا ہے، اس پر غور کرنا چاہیے تا کہ قاری ان اسالیب بیان کے مضمرات کو اچھی طرح سمجھے جو اس وقت کے مطابق ہے"(11)

امینہ ودود لکھتی ہیں:

تمام روایتی تفاسیر ،ان کا تعلق زمانہ جدید سے ہو یا قدیم سے، مردوں نے لکھی ہیں، لہذا نسوانی تجربات کو یا تو نظر انداز کیا گیا ہے یا اسے مردانہ تناظر میں سمجھا گیا ہے۔کچھ تفاسیر میں مسلمان معاشروں میں عورت کی کمزور حیثیت کو بنیاد بنا کر اسلام اور قرآن پر تنقید کی گئی ہے۔کچھ تفاسیر جن کو وہ مکمل(Holistic) تفسیر کہتی ہیں،سے مراد جو جدید سماجی ، اخلاقی، معاشی اور سماجی مسائل میں خواتین کے معاملات کو پیش نظر رکھتی ہیں۔"(12)

امینہ ودود نے اپنی کتاب (Quran & Woman)میں مسلمانوں کے اس منفی رویے کے خلاف دلائل دیئے ہیں جو انہوں نے عورتوں کے بارے میں روا رکھے ہیں، اور جس نے ان کے دعوے کے مطابق عورتوں کے مقام کے حوالے سے قرآن کی تفسیر کو متاثر کیا ہے وہ کہتی ہیں:

"اگرچہ مرد اور عورت میں فرق ہے مگر اس کی حیثیت لازم کی نہیں ہے"(13)

مزید برآں کہتی ہیں:

"کہ مردوں کو بعض خصوصی صفات سے نوازا گیا ہے جیسے رسالت کا منصب، لیکن یہ خصوصی منصب صرف مردانگی کے ساتھ خاص نہیں عورتوں کی طرف بھی وحی آئی ہے جیسے حضرت مریمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مردوں کے لیے کوئی ایسا آفاقی اور خصوصی قانون بنادیا گیا ہے جس کے تحت صرف وہی رسول بن سکتے ہیں، عورتیں نہیں"۔(14)

امینہ ودود کے نزدیک مرد کی افضیلت کا تعلق قرآن میں محض طلاق کے امور سے کے ساتھ ہے یعنی مرد عورت کی بہ نسبت آسانی سے طلاق دے سکتا ہے،ان کے نزدیک اس آیت کی یہ تفسیر درست نہیں ہے کہ تمام مردوں کو تمام عورتوں پر درجہ حاصل ہے، مردوں کی برتری کو عمومی قانون نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ جہاں قرآن میں مردوں کی فضیلت کا تذکرہ ہے وہ معروضی اور مشروط ہے اس کی یہ تفسیر درست نہیں کہ مرد عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں(15)

امینہ ودود قرآن کی تفسیر اور قرآن کا مطالعہ نسوانی نقطہ نظر سے کرتی ہیں اور نسوانی معنٰی اخذ کرنے کے لئے الفاظ اور ان کے سیاق وسباق کو نئے معنٰی دیتی ہیں، اس کا قول ہے کہ:

" قرآن کی افادیت کا یہی تقاضا ہے کہ آج کی جدید عورت کو ذہن میں رکھ کر قرآن کے معنی کی نئی تعبیر بیان کی جائے، روایتی تفاسیر میں عورتوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ (16)

3. مردوزن کی صنفی کشمکش:

امینہ ودود کے نزدیک آج تک جتنے مفسرین ہوئے ہیں، سبھی مرد تھے، انہوں نے اپنے مردانہ تناظر میں ہی حقوقِ نسواں سے متعلق قرآنی آیات کی توضیح و تشریح کی ہے، گویا انہوں نے عورتوں سے متعلق اپنے مفروضات (assumptions) اور مردانہ سماجی اور نفسیاتی پس منظر ہی کی عطا کردہ نگاہ سے ان آیات کو دیکھا ہے۔ وہ ایک جگہ لکھتی ہیں:

“Moreover, what concerns me most about 'traditional' tafasir is that they were exclusively written by males. This means that men and men's experiences were included and women and women's experiences were either excluded or interpreted through the male vision, perspective, desire, or needs of wo-man(17)

"تاہم، روایتی تفسیر سے متعلق جس قدر مجھے غرض ہے وہ یہ کہ یہ تفاسیر خالص طور پر مردوں کے قلم سے لکھی گئی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں مرد اور مردانہ تجربات شامل ہیں اور عورت اور عورتوں کے تجربات حتیٰ کہ ضروریات یا تو شامل ہی نہیں یا انہیں مرد ہی کی نگاہ، تناظر اور خواہش سے واضح کیا گیا ہے"۔

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتی ہیں:

If readers of the Qur'an have assumed in any way that men are superior to women intellectually, spiritually, ontologically, etc.; that men are 'in charge of women' ; that men have a more significant role in the continuation of society ; that men are natural leaders ; that men should 'rule' the family and get obedience from women ; that women do not have to participate and contribute in order to maintain the family and society ; that women do not have to participate and contribute in (18)

"اگر قرآن کے قارئین نے کسی بھی طرح سے یہ فرض کر لیا ہے کہ مرد عورتوں سے فکری، روحانی، وجودیاتی لحاظ سے افضل ہیں۔ یہ کہ مرد خواتین کے ذمہ دار ہیں۔ یہ کہ معاشرے کے تسلسل میں مردوں کا کردار زیادہ نمایاں ہے۔ یہ کہ مرد فطری رہنما ہیں۔ یہ کہ مرد کنبے پر حکمرانی کریں اور خواتین سے اطاعت کروائیں۔ یہ کہ عورتوں کو خاندان اور معاشرے کو برقرار رکھنے کے لیے حصہ لینے اور شمولیت کی ضرورت نہیں ہے یا اس کی شراکت معمولی ہے۔ تب ایسے قارئین ان مفروضوں کے مطابق ہی قرآنِ حکیم کی ترجمانی کریں گے"۔

امینہ ودود کے نزدیک بھی اس درجہ کو کلی طور پر مردوں کی عورتوں پر فضیلت ثابت کرنا سیاق وسباق سے بے اعتنائی یا بے خبری کے بغیر ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں ان کی پوزیشن اگرچہ علامہ عثمانی سے قدرے مختلف ہے لیکن نتیجہ دونوں کا ایک ہے کہ اس آیت مبارکہ سے مردوں کی عورتوں پر افضیلت کا جو روایتی بیانیہ ہے وہ درست نہیں۔ ان کے نزدیک یہاں درجہ سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو انفرادی حیثیت سے طلاق دینے کا حق رکھتا ہے جبکہ عورت طلاق بغیر کسی اتھارٹی کی مداخلت کے ایسا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وہ لکھتی ہیں۔

This verse has been interpreted to signify that there is a darajah between all men and all women in all circumstances. The context of the discussion, however, is clear: men have an advantage over women when it comes to divorce. In the Qur'an the advantage men have is that of being individually able to pronounce divorce against their wives without arbitration or assistance. Divorce is granted to a woman, on the other hand, only after intervention of an authority for example, a judge (19)

"اس آیتِ مبارکہ کو ان معنوں میں لیا جاتا رہا ہے کہ یہ درجہ تمام مردوں اور تمام عورتوں کے مابین ہر لحاظ سے ہے۔ جبکہ گفتگو کا پس منظر واضح طور پر طلاق سے متعلق ہے کہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ برتری حاصل ہے۔ قرآن مجید میں یہ برتری جو مردوں کو حاصل ہے وہ یہ کہ مرد بغیر کسی مدد یا ثالثی کے انفرادی حیثیت سے اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے سکیں جبکہ دوسری طرف ایک عورت کسی اتھارٹی (جیسے کہ جج) کی مداخلت کے بعد ہی طلاق لے سکتی ہے"۔

4. عورت کی شہادت کے بارے میں امینہ ودود کا موقف

عورتوں کی شہادت سے متعلق امینہ ودود علمائے جمہور سے مختلف نقطہ نظر رکھتی ہیں۔

Furthermore, one male witness plus this two-female unit does not equal a two-for-one formula, because four female witnesses may alternatively be substituted for two male witnesses. Yet, the Qur'an does not provide this alternative. Despite the social constraints, at the time of revelation—inexperience and coercion of women—a

woman was nevertheless considered a potential witness [20]

"مزید یہ کہ ایک مرد جمع دو عورتیں دو اور ایک کے فارمولے کے برابر نہیں۔اس لیے کہ پھر چار عورتوں کی گواہی دو مردوں کی جگہ لے سکتی تھی۔ جبکہ قرآن یہ متبادل پیش نہیں کرتا۔ نزولِ وحی کے وقت معاشرتی رکاوٹوں، عورتوں کی ناتجربہ کاری اور جبر کے باوجود،ایک عورت کو بہر حال ایک ممکنہ گواہ سمجھا جاتا تھا"۔

مزید لکھتی ہیں:

This restriction only applies to financial transactions; it does not apply to other situations. The requirement for two women and one man to witness financial contracts is not a blanket requirement for women's participation, or even for all witnessing. Other requests for witnesses should be for unspecified gender. Therefore, anyone deemed capable of witnessing has the right to be one. [21]

"مالی معاملات سے متعلق یہ حد دوسرے معاملات پر لاگو نہیں ہوتی۔مالی معاہدوں کی گواہی کے لیے دو خواتین اور ایک مرد کا مطالبہ خواتین کی شرکت کا عام اصول نہیں،نہ ہی تمام قسم کی گواہیوں کے لیے۔دیگر اقسام کی گواہیوں کے لیے درخواست غیر معینہ صنف کے لیے ہونی چاہیے۔لہذا جسے بھی گواہی کے لائق سمجھا گیا ہو وہ گواہ بن سکتا ہے۔"

عورتوں کے حوالے سے ایک اور معرکۃ الآرا مسئلہ عورتوں کا سربراہِ مملکت ہونا ہے۔کیا عورت امامتِ کبریٰ کی اہل ہے۔اس حوالے سے بھی روایتی موقف بعض احادیث کی بنیاد پر یہی بیان کیا جاتا ہے کہ عورتوں کو سربراہِ مملکت نہیں بنایا جا سکتا۔ گویا کہ عورتیں اس منصب کی اہل ہی نہیں اور نہ ہی ان میں ایسی قابلیت ہی ہوتی ہے کہ کسی سلطنت کے نظام وانصرام کو چلا سکیں۔اس معاملے میں بھی مذکورہ مفکرین ایک ہی پوزیشن پر کھڑے ہیں کہ عورت کسی ملک کی سربراہ بن سکتی ہے اور دینی لحاظ سے ایسی کوئی ممانعت نہیں۔

5. مذہب کے نام پر قدامت پسندی:

جدید نسائی افکار کی حامل خواتین کا یہ کہنا ہے کہ اسلامی معاشروں کا مذہبی طبقہ عورت کی تصویر پیش کرتے ہوئے عورت کو قرونِ وسطیٰ کی عورت شمار کرتا ہے۔آج کی جدید عورت کے مسائل کا حل مولویوں کے پاس نہیں ہے۔یہ اکیسویں صدی کا زمانہ ہے،ہمیں آج کے چیلنجز در پیش ہیں۔جدید عورت کو آج اپنا کردار منوانا ہے جب تک وہ اپنے فطری اور بنیادی کردار کے دائرہ میں قید کی جاتی رہے گی وہ ترقی کی منازل طے نہیں کر پائے گی۔عورتوں پر ہی یہ ظلم وستم کیوں؟ان کا کہنا ہے کہ:

" یہ بالکل بے تکے پن سے ہر معاملہ میں قدیم زمانہ سے جواز تلاش کرنے کا رجحان صرف احمقانہ ہی

نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے،اس کا نتیجہ سماجی جمود اور ذہنی پستی ہوگا''(22)

6. قرآن مجید کی مردانہ تشریح:

جدید نسائی افکار کی متحمل عورتوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن کی موجودہ تفسیر در حقیقت مردانہ تفسیر ہے جس میں عورت کو کمتر رکھا گیا ہے یا عورت کو مردانہ تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امینہ ودود موجود تفسیری سرمائے کو'' Culturally biased''یعنی جانبدانہ تشریح قرار دیتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں:

'' آخر معاشرے میں عورت کا کردار'' passive ہی کیوں ہے Active کیوں نہیں، ہم عورتوں کے ایسے کردار کی نفی کرتے ہیں یہ سب تانا بانا عورت کی مخالفت میں بنا گیا ہے''(23)

اس کے جواب میں مولانا مودودی کا یہ جملہ منقول ہے:

'' اگر مرد و زن میں قوت یکساں ہو اور کسی کو کسی پر غلبہ حاصل نہ ہو تو ان میں کوئی کسی کا اثر قبول نہیں کرے گا۔ یہ دونوں ایسے پتھر بن جائیں گے جو ٹکرا تو سکتے ہیں مگر آپس میں کوئی امتزاج اور ترکیب قبول نہیں کر سکتے''(24)

امینہ ودود نے اپنی کتاب قرآن اور عورت میں جدید نسائی افکار سے متعلق نئے اور جدید ذہن کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا مقصود اسلام سے وابستہ تاریخی تصورات پر ضرب لگانا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ علماء کو بھی چیلنج کرتی ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کی موجود تفاسیر عدل و انصاف کی بجائے مردوں کی ذاتی اغراض و مقاصد پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ اس کی کتاب کا پہلا صفحہ اس کی عکاسی کرتا ہے۔

"A legacy of interpretive reading of the Quran written nearly completely by males has emerged from fourteen centuries of Islamic thinking." Amina Wadud gives the first interpretive reading of the Quran by a woman, now with the Quran and women. A reading which validates the female voice in the Quran and brings it out of the shadows Muslim progressive have long argued that it is not religion but patriarchal interpretation and implementation of the Quran that have kept women oppressed. For many, the way to reform is the re-examination and re-interpretation of religious texts "(25)

''چودہ سو سال سے لکھی جانے والی تمام تفاسیر مردانہ رجحانات کی حامل ہیں اور صرف مردانہ کاوشیں ہیں، اب امینہ ودود قرآن و سنت کے عنوان سے ایک تعبیر نو پیش کرنے کا عزم کرتی ہیں۔ جس میں قرآن مجید کی تشریح میں نسوانی نقطہ نگاہ مقدم رکھا جائے گا۔ ترقی پسند مسلمانوں نے اکثر نشاندہی کی ہے کہ یہ مذہب نہیں بلکہ

پدرانہ تشریح ہے جس نے عورت کو قید کر رکھا ہے۔اس کی اصلاح صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی مقدس ماخذ کی تعبیر نو کی جائے‘‘

امینہ ودود کا یہ دعویٰ ہے کہ موجودہ تفاسیر نے عورت کے مقام کو بری طرح متاثر کیا ہے۔امینہ ودود تمام تفسیری ذخیرے کو عورتوں کے خلاف متعصبانہ قرار دیتی ہیں۔ان کے نزدیک ان تفاسیر میں انصاف کے بنیادی و سماجی اصولوں اور مساوات وانسانیت کے پیمانوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ان کے نزدیک کوئی بھی تفسیر معروضی نہیں۔ہر تفسیر مفسر کے رجحانات کی ترجمان ہے جو ضروری نہیں کہ قرآنی پیغام کی عکاس ہوں۔اس لئے وہ کسی تفسیر کو حتمی نہیں مانتی۔وہ کہتی ہیں پہلی تفسیر اپنے وقت کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں اور کچھ خصوصی سوالات کا جواب فراہم کرتی ہیں۔نئے عہد نے نئے سوالات کو جنم دیا ہے ااور ان کے جوابات کے لئے نئے طریقے اختیار کرنا ضروری ہے۔(26)

امینہ ودود کی یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ نئے عہد میں نئی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے اگر قرآن کو زندہ پیغام کے طور پر باقی رہنا ہے تو پھر ہر دور مین اس کی نئے تفسیر کی جاتی رہے۔بصورت دیگر قرآن بھی اس انجام سے دوچار ہوگا جس سے قدیم الہامی کتب دوچار ہوئی ہیں۔اور اس طرح کا بنیادی مقصد فوت ہو جائے گا کہ وہ زمان و مکان سے ماوراء ہو کر انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید ایک ہے اور تفاسیر کئی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں تفاسیر لکھی جاتی رہی ہیں اور آج بھی لکھی جارہی ہیں۔کوئی دور تفسیری کارناموں سے خالی نہیں رہااور ہر دور میں لکھی جانے والی تفاسیر حق سے قریب ہونے کی کوشش کا مظہر ہوتی ہیں۔

جدید نسائی افکار کے حامل معاشرہ، مسلم معاشروں میں عورت کی حیثیت کا ناقد ہے اور وہ اپنے سامنے مغرب کی مثال رکھے ہوئے ہیں۔وہ مسلم معاشرے میں اُسی طرح تبدیلی کا خواہاں ہے جیسے مغرب میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک کے پس منظر اور اثرات کی روشنی میں بہتر سمجھا جاسکتا ہے۔یہاں بھی اس تحریک کے پس منظر میں مسلمانوں کی بجائے اسلام کی اصلاح کی جارہی ہے۔جسے آج کے اسلامی معاشرے کا مذہبی ذہن اسلامی افکار پر حملہ قرار دیتا ہے۔

’’ جیسا کہ نشاۃ ثانیہ تاریخ یورپ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کے بعد کا یورپ ماضی کے یورپ سے قطعی مختلف ہو گیا ہے۔اور یہ اس حد تک ہوا ہے کہ نئے یورپ کے تمام ادارے بشمول کلیسا، مذہب، سیاست، معیشت، اخلاقیات، خاندانی رسم و رواج اور سائنس سب کچھ بدل گئے۔قدیم سماجی رویے

شکست وریخت کا شکار ہوگئے۔اس فکر کے اثرات پوری دنیا میں پھیل گئے۔ یہاں تک کہ نشاۃ ثانیہ کے بطن میں پوشیدہ افکار آہستہ آہستہ مذہبی فکر میں نفوذ کرتے گئے۔ جس کے نتیجے میں عسائیت اپنی ماہیت اور ہیئت کے لحاظ سے تبدیلی کے عمل سے دوچار ہوگئی۔سولہویں صدی تک یہ تبدیلیاں واضح اور منّظم رُخ اختیار کرچکی تھیں۔[27]

عائلی زندگی کے مسائل کا شرعی حل:

عائلی نظام زندگی دو مختلف افراد کے درمیان ہونے والے شادی کی بناء پر وجود میں آتی ہے۔چونکہ انسانی طبائع مختلف ہیں اس لئے مختلف انداز تربیت کو اپنا کر ہی عائلی زندگی کو پُرسکون بنایا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات نے اصلاح معاشرہ کے لیے خوبصورت اصول دیئے ہیں۔اور عائلی زندگی کے جھگڑوں تنازعات اور اختلافات کو ختم کرنے اور احسن انداز مین نمٹانے کے طریقے اختیار کئے ہیں۔

1. اخلاقی حل:

اسلام عائلی مشکلات وتنازعات کو حل کرنے کے لیے سب سے پہلے اخلاقی ذرائع بروئے کار لاتا ہے۔ اسلام شوہر کو حسنِ معاشرت کی تاکید کرتا ہے اور بیوی کو شوہر کی اطاعت وخوشنودی کا پابند ٹھہراتا ہے اور معمولی نقصان کی صورت میں باہم عفوودر گزر کی تلقین کرتا ہے۔

2. قانونی حل:

ازدواجی رشتہ بنیادی طور پر ایک شخصی تعلق ہے جو دو افراد کے درمیان قائم ہونے والے باقی رشتوں کی مانند اس کا انحصار بھی متعلقہ افراد کے درمیان پائی جانے والی شخصی ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی ہم آہنگی پر ہے۔ قانون کے ذریعے ان میں سے کوئی بھی چیز وجود میں نہیں لائی جاسکتی۔

3. شرعی حل:

فیملی قوانین شریعت اسلامیہ کا لازمی جزو ہیں جن پر عمل سے ایک مسلمان حقیقی مسلمان بنتا ہے یہ قوانین اگر بدل جائیں تو قوم کا منہاج ومزاج بدل جائے۔اس کا خاندانی نظام تباہ ہو جائے۔اس کا معاشرتی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر رفتہ رفتہ اس کا تعلق ہی اسلام سے ختم ہو جائے۔ان مسائل کا واحد حل اسلامی تعلیمات اور اسلامی قوانین پر عمل کرنا ہے۔

عائلی زندگی سے متعلق قرآنی اصول وضوابط:

قرآن حکیم میں عائلی زندگی سے متعلق احکامات مثلاً نکاح، طلاق، وصیت ووراثت، وغیرہ تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اوران احکام میں قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ احکام جو حالات اور ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتے ہیں۔ان کے بنیادی قواعد کلیہ اور اصول وضوابط بیان کردیئے ہیں اوران کی توضیح و تشریح عصر رواں کے مطابق کردی ہے۔قرآن کریم کا مفصل انداز سے عائلی احکام بیان کرنااس بات پر شاہد ہیں کہ وہ طے شدہ ہیں۔ اجتہادی معاملات نہیں۔

عائلی زندگی سے متعلق قرآن مجید میں متعدد آیات احکام موجود ہیں۔جس کی چند ایک امثلہ بطور استشہاد حسبِ ذیل مذکور ہیں۔ملاحظہ کیجئے:

1) عائلی نظام زندگی کی ابتداء رشتۂ نکاح سے ہوتی ہے۔قرآن نے مرد اور زن کے درمیان جنسی تعلق کی واحد بنیاد نکاح کو قرار دیا ہے۔وہ ازدواجی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار دیتا ہے۔[28] اس کے نزدیک نکاح سے ماورا جنسی تعلق جائز نہیں، خواہ وہ مرد اور عورت کی مرضی اور باہمی موافقت سے قائم کیا جائے یا زبردستی۔وہ اسے 'زنا' سے تعبیر کرتا ہے اور اسے بہت برا فعل اور بڑا ہی برا راستہ قرار دیتا ہے۔[29]

2) قرآن مجید میں تقسیم میراث پر بہت زور دیا گیا ہے اور اس کے احکام تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور دیگر عبادات واعمال سے متعلق صرف اصولی باتیں قرآن میں بیان کی گئی ہیں، ان کی جزئیات رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات یا معمولات کے ذریعہ فراہم کی ہیں، لیکن وراثت کے تقریباً تمام احکام قرآن مجید ہی میں بیان کردیے گئے ہیں۔ قابل غور بات ہے کہ یہ احکام بیان کرنے کے ساتھ ان پر عمل کی فہمائش کی گئی ہے اور عمل نہ کرنے کی صورت میں بہت سخت الفاظ میں دھمکی دی گئی ہے۔سورہ النساء میں کہا گہا ہے کہ وراثت میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی حصہ ہے اور مال وراثت چاہے کم ہو یا زیادہ، اس میں سے انھیں بھی ملنا چاہیے[30] عائلی زندگی کے بارے میں قرآن مجید کے یہ وعدے اور وعیدیں انسانوں کو راست روی پر ابھارتے ہیں اور افرادِ خاندان پر ظلم اوران کی حق تلفی سے باز رکھتے ہیں۔

عائلی زندگی کی اہمیت وافادیت:

عائلی نظام زندگی تمام انسانی رشتوں کی ابتداء کی موجب ہے۔اس دنیا کی آبادی اور رونق انسان کے

دم سے ہے اور انسان ایک مرد و عورت پر مشتمل ایک چھوٹی فیملی کے اجتماع کے نتیجہ میں کائنات کا حصہ بنتا ہے۔ خاوند اور بیوی عائلی زندگی کے اہم فریق ہیں جن کی رفاقت اور محبت نہ صرف ان کے لیے باعثِ اطمینان بلکہ نئی نسلوں کی جائے پناہ بھی ہے۔ عائلی زندگی سے شادی وجود میں آتی ہے۔ انسان فطری طور پر محبت کا طلبگار ہے شادی اس کی اس طلب کی تکمیل کا قانونی اور مذہبی جواز ہے۔ خوبصورت ازدواجی زندگی میں اختلاف کا امکان موجود رہتا ہے۔ بعض جوڑے ان اختلافات، رنجشوں اور شکر رنجیوں کو نپٹانا نہیں جانتے یہی وجہ ہے کہ معمولی اختلاف بڑھتے بڑھتے میدان جنگ کا روپ دھار لیتا ہے۔ اگر افراد کی زندگی گھر میں پُر سکون ہو گی تو وہ معاشرے میں سکون بانٹنے کے قابل بن سکیں گے۔ اور اگر مرکز سکون و محبت سے تہی ہو جائے تو فرد کی زندگی محرومیوں، ناکامیوں، تشنگی اور نفرت سے بھر جاتی ہے۔ یہی فرد جب معاشرے میں نکلتا ہے تو امن و آشتی تقسیم کرنے کی بجائے نفرتیں بانٹتا ہے۔ جس کے افراد عائلی الجھنوں میں گرفتار ہوں۔ عائلی مسائل اس قدر نازک ہوتے ہیں اکثر و بیشتر انہیں حل کرنے میں انسانی عقل جواب دے جاتی ہے۔ لیکن قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام مسائل کا بہتر حل فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ عائلی مسائل کے بارے میں بھی انسانی معاشرے کی رہنمائی کرتا ہے۔

قرآن پاک میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں بالخصوص شخصی و خاندانی زندگی سے متعلق احکام و قوانین اور اصول و ضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ اس لئے کہ دین اسلام قرآن و سنت نبوی ﷺ کے ذریعے شخصی و عائلی معاملات مثلاً نکاح، طلاق، رضاعت، عدت، مہر، نان و نفقہ، خلع، وراثت، وصیت، تعدد ازدواج، شوہر بیوی کے حقوق وغیرہ کے مسائل کے بارے میں تفصیلی احکام و قوانین پیش کرتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آزادی نسواں اور مساوات مرد و زن کے پر فریب نعروں کے ساتھ مغرب نے عریانیت اور فحاشی سے لبریز کلچر کو فروغ دیا۔ جو کلچر آج اس کے گلے کی ہڈی بن چکا ہے۔ یورپین کلچر اور عائلی قوانین نے امریکہ اور یورپ کے لیے ایسے سنگین مسائل کھڑے کیے ہیں جن کا حل تلاش کرنے سے یورپین ممالک کے بڑے بڑے اہل فکر و دانشور قاصر ہیں۔ وہاں کا فیملی سسٹم تباہ ہو رہا ہے، خاندانی نظام کی[31] پسلیاں ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہی ہیں۔ اسی کے ساتھ عصر جدید میں ابھرنے والے جدید نسائی نظریات بھی اسلام میں جدّت کے تناظر میں انہی افکار و نظریات کو فروغ دینے میں مصروف عمل نظر آ رہے ہیں۔

ان حالات میں دین حق کے حاملین کی اہم ذمہ داری ہے کہ دنیا کے سامنے اسلام کا نظام رحمت پوری جرأت، دانشمندی اور حکمت کے ساتھ پیش کریں اور یہ حقیقت پوری طرح واضح کریں کہ یورپ کی غیر انسانی تہذیب اور خود ساختہ غیر فطری عائلی قوانین نے دنیا کو تباہی کے جس دہانے پر لا کھڑا کیا ہے اس سے نجات کا واحد راستہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی قوانین پر عمل کرنا ہے۔

خلاصہ بحث و نتائج:

جدید نسائی افکار و نظریات کی تعبیر نو جیسی مذہب کش تحریکوں کو رواداری، مساوات، روشن خیالی، اور نئے دور کے نئے تقاضوں جیسے نعروں کے ذریعے فروغ دیا جارہا ہے۔ عقل کی بنیاد پر مذہبی عقائد کی سائنسی ضابطوں کے تحت تشریح جدید کی جاتی ہے۔ جہاں ایسا ممکن نہیں وہاں تاویلی طریقے کے نام سے پُر فتن خیالات کو مذہبی لبادے میں عام مسلمان عورتوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

1. عائلی زندگی کے مسائل سے متعلق اسلامی تعلیمات میں مکمل حل موجود ہے۔

2. عائلی زندگی سے متعلق نسائی فکر کے جدید افکار و نظریات اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔

3. عصر حاضر میں جدید فکری ذہن رکھنے والی خواتین اسلامی تعلیمات کو جدیدیت سے ہم آہنگ کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ جن میں سر فہرست امینہ ودود، اسریٰ نعمانی، اسماء برلاس شامل ہیں، ان کے جدید اختراعی نظریات اسلامی اصول و تعلیمات سے متصادم ہیں۔

4. جدید ذہنی اختراعات واعتراضات کے زیر اثر اسلامی احکامات و مسلمات کی نئی تشریح کی بدولت یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ عائلی زندگی سے متعلق مسائل نکاح، طلاق، خلع، حقوق زوجین، پردہ، حق آزادی کی ازسر نو تشریح و تفسیر کی جائے جو جدید عصری تقاضوں اور عقلی توجیہات سے ہم آہنگ ہو۔

5. جدید نسائی افکار سے وابستہ جدید مسلم خواتین کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات اور روایات سے انحراف نہیں چاہتی اور وہ معاشرتی تبدیلیوں کا شکار بھی ہیں اور اکیسویں صدی کے دعوؤں کو بھی علمی بنیادوں پر پورا کرنے کی آرزو رکھتی ہیں۔ تاہم انہیں مروجہ مذہبی تصورات سے بھی اتفاق نہیں اور یہ سوال واقعی اہمیت کا حامل کا ہے وہ مغرب کی طرف سے ہونے والے تہذیبی حملوں کا شکار ہونے کے باوجود اپنے سوال کا جواب اپنی دینی روایت کے اندر رہ کر تلاش کررہی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات:

1 Shah junaiad Hasmi, Hermeneutical Models Proposed by Amina Wadūd and Asma Barlās for the Exegesis of the Qur, Hazara Islamicus, Jan.Jun 2016.Page5.

2 ۔ النساء: ۳۵ AL-Nisa:35

3 ۔ الروم: ٦٠ Ar-Rum:60

4 ۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض: دار السلام ، سن اشاعت: 1416، رقم الحدیث 3895.

Tirmidhī, Muḥammad bin 'Esa Al Jāmi' Al-Tirmidhī,(Rīyaḏ: Dār Al Salām, 1416 Ah)Ḥadīth #3895.

5۔ Shah junaiad Hasmi, Hermenekutical Models Proposejd by Amina Wadūd and Asmaa Baralās for the Exeigesis of the Qur, Hazkara Islamickus, Jan.lJun 2016.Page-2.

6 ۔ Ibid,p:3.

7 ۔ حسن مدنی، امامت زن کے واقعہ کا پس منظر اور مقصد، ماہنامہ المحدث، مجلس تحقیقی اسلامی، ج37، ش، 6، ص5۔

Hasan Madani, Imamate Zin ky waqia ka pas e manzar aur maqsad, Mahnama Al-Muhadith, Majlis tahqiqi Islami, Vol. 37,No6, p. 5.

8 ۔ ندائے ملت، /30 مارچ تا 6/اپریل 2005ء Naday Millat, 30/March to 6/April 2005

9- My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001

10. My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001,

11۔ مسلم تحریک نسواں، حیفاء جواد، ترجمہ، خورشید احمد ندیم، ص8۔

Muslim Women's Movement, Haifa Jawad, translation, Khurshid Ahmad Nadeem, p.8.

12. Internet = awadud@saturn.vcu-ed; My muslim.com.Malysia kolalumpur 2001.

13 ۔ Internet = awadud@saturn.vcu-edu,

14. Quran and Woman" by AminaWadud, p.55
15 . quran and Woman" by AminaWadud p.70-71
16 . My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001,
17 . Qur’an and woman, page 67.
18 . Ibid,page68
19 . Amina wadood, Quran and Woman, p:68
20. Amina wadood, Quran and Woman, p:86
21 . Ibid, page:87.

22 ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ، لاہور، 27 اپریل 1949، بحوالہ اصلاحی، امین احسن، پاکستانی عورت دوراہے پر" ص36۔

Civil and Military Gazette, Lahore, April 27, 1949, quoted in Islahi, Amin Ahsan, Pakistani Woman at the Crossroads, p. 36.

23 . My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001,

24 ۔ سید ابوالعلیٰ، مودودی، مولانا، پردہ، ص144۔

Syed Abul-Ala, Maududi, Maulana, Parda, p. 144.

25. Amina wadud,Quran and Women" p.1

26۔ حیفا جواد، مسلم تحریک نسواں، ترجمہ؛ خورشید احمد ندیم، ص16

Haifa Jawad, The Muslim Feminist Movement, trans.; Khurshid Ahmad Nadeem, p. 16-

27 ۔ رضا خان، محمد، روشن خیالی اور اعتدال پسندی نشاۃ ثانیہ کے پس منظر میں، ترجمان القرآن، (ماہنامہ) فروری 2007، ج13، ش2، ص54۔

Raza Khan, Muhammad, Rosan Kiyali aur Etidal pasanda ky pas e manzar main, Tarjaman al-Qur'an, (Monthly) February 2007, Vol.13, No.2, p.54.

28۔ الروم:21 Ar-Rum:21

29 ۔ الاسراء:32 Al-Isra:32

30۔ النساء:۷ Al-Nisa:7